علاقوں میں پاکستان کے اس اقدام کے خلاف مظاہرے ہوچکے ہیں۔ خود فلسطینی اتھارٹی کے ذمہ داران باصرار کہہ چکے اور کہہ رہے ہیں کہ فیصلہ سراسر پرویز حکومت کا فیصلہ ہے۔ محمود عباس انتظامیہ کا اس سے کوئی تعلّق نہیں ہے۔ ان کے ایک ذمہ دار نے راقم کو بتایا کہ پاکستان سے اسرائیل بھیجے جانے والے وفد کے بارے میں بھی ہم نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ اپنا وفد غزہ تو بھیج دیں لیکن اسے القدس نہ بھیجیں کیونکہ اسرائیلی تسلط میں وہاں کا دورہ اس اعلان کے مترادف ہوگا کہ ہم اس پر یہودی قبضہ تسلیم کرتے ہیں اور صہیونی انتظامیہ کے مہمان کی حیثیت سے وہاں جانے پر بھی معترض نہیں ہیں۔ پاکستان کے اس بیان پر کہ ہم امن مذاکرات میں فلسطینی عوام کا ساتھ دینا چاہتے ہیں، محمود عباس انتظامیہ کے اس ذمہ دار نے استہزائیہ تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ فلسطینی عوام مذاکرات کے علاوہ جہاد بھی کر رہے ہیں۔ پاکستان اس میں ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیتا۔

اس تمام احتجاج، اظہار کرب اور غم و غصّے کی عالمی لہر کے باوجود امریکی یہودی کانگرس سے اپنے ''تاریخی'' خطاب میں پرویز مشرف نے اسی راہ پر مزید آگے بڑھنے کا عندیہ دیا ہے۔ یہ یہودی کانگرس صہیونی اور اسرائیلی مفادات کی سب سے بڑی محافظ تنظیم ہے۔ امریکی صدور بھی ہر برس وہاں جاکر اپنی اسرائیل نوازی کی ضمانت دیتے ہیں۔ پرویز مشرف کو وہاں بلانے کا مقصد بھی یہی تھا جو انھوں نے پورا بھی کیا، دوسرا مقصد یہ تھا کہ عالمِ اسلام، بالخصوص مسلم عوام میں یہودیوں کے متعلّق پائی جانے والی نفسیاتی دیوار توڑی جائے۔ کسی بھی سطح پر یہودی ذمہ داران سے ملنے میں کسی کو تردد نہ رہے اور تعلقات معمول میں لانے کا عمل مزید تیزی سے مکمل ہو۔

پرویز مشرف کے خطاب میں سب سے قابلِ اعتراض اور باعث استعجاب بات ان کا یہ کہنا تھا کہ ''اسرائیل سے ہمارا براہِ راست کوئی تنازعہ نہیں ہے اور ہمیں اسرائیل سے کوئی خطرہ نہیں ہے''۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ قبلہ اوّل اور مسجد اقصیٰ پر صہیونی قبضہ دنیا کے ہر مسلمان کا اسرائیل سے براہِ راست تنازعہ ہے۔ اور کیا وہ نہیں جانتے کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام صہیونی انتظامیہ کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھبا ہوا ہے۔ ذرا بتایئے آخر ایران کا صہیونی انتظامیہ سے کیا براہِ راست تنازعہ ہے کہ ان کی نظر میں ایران کا ایٹمی پروگرام اس وقت علاقائی اور عالمی امن کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ یہ سوال دنیا بھر میں پرویز مشرف سے پوچھا جا رہا ہے۔ ثریا الشہری ایک معروف عرب

کالم نگار ہے۔ ۵ ستمبر کے الشرق الاوسط میں ان کا کالم شائع ہوا ہے: ''اسلام آباد اور تل ابیب: کیا اسرائیلی عوام نے بھی فریق ثانی کو قبول کرلیا ہے''۔ اس کالم میں انھوں نے اسرائیلی معاشرے میں مسلمانوں اور عربوں کے متعلق پائی جانے والی گہری نفرت اور شدید تعصب کے بارے میں اعداد و شمار اور متعصب صہیونی مدارس کا حوالہ دیتے ہوئے پرویز مشرف سے پوچھا ہے کہ آپ تو آگے بڑھ بڑھ کر ان سے مل رہے ہیں۔ کیا آپ نے اسرائیلی معاشرے میں اپنے اور مسلمانوں بلکہ ہر غیر یہودی کے لیے پائی جائے اور مسلسل پھیلائی جانے والی نفرت کا بھی جائزہ لیا ہے۔

گذشتہ دنوں فلسطین کی تحریک حماس کے ایک مرکزی ذمہ دار سے ملاقات ہوئی۔ وہ شدید صدمے کی حالت میں تھے۔ کہنے لگے پاکستان ہماری مدد نہیں کرسکتا تھا تو ایک کڑے وقت میں پیٹھ میں چھرا تو نہ گھونپتا۔ پھر کہنے لگے: پہلے صہیونی وزیراعظم بن گوریون نے اسرائیل کا دفاعی نظریہ پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ اسرائیل صرف اسی وقت محفوظ و مامون ہوسکتا ہے جب ہم ترکی' حبشہ (اریٹریا/ایتھوپیا) اور ایران پر مشتمل ایک دفاعی تکون تشکیل دے لیں' یعنی ان تینوں ممالک میں اپنے اثر و نفوذ اور تسلط کو یقینی بنالیں۔ اس دفاعی نظریے کا جائزہ لیں تو اریٹریا اس وقت بحراحمر میں اسرائیل کا سب سے قابلِ اعتماد حلیف اور جاسوسی و عسکری اڈہ ہے۔ ترکی کی فوج' وہاں کے ذرائع ابلاغ اور تجارت میں اسرائیلی اثر و نفوذ کسی سے مخفی نہیں' ترکی میں اصل حکمرانی اسی مثلث کی ہے۔ البتہ ایران سے شاہ کے خاتمے کے بعد سے لے کر اب تک یہ خواب خاک میں ملا ہوا ہے۔ ایران کی کمی بھارت سے اپنے تعلقات کے ذریعے پوری کرنے کی سعی کی گئی ہے لیکن ایک تو بھارتی حکومت فیصلوں کا حق ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھنے پر مصر ہوتی ہے اور دوسرے یہ کہ بھارت صہیونی گٹھ جوڑ عالمِ اسلام میں مثبت فوائد کے بجاے ردعمل اور تشویش و نفرت کا باعث بنتا ہے۔ بن گوریون کے الفاظ میں بھی: ''چونکہ ہندستان میں بسنے والوں کی اکثریت ہندوؤں کی ہے جن کے دلوں میں صدیوں سے مسلمانوں کے خلاف دشمنی اور نفرت بھری پڑی ہے' اس لیے ہندستان ہمارے لیے اہم ترین اڈا ہے جہاں سے ہم پاکستان کے خلاف ہر قسم کی کارروائیاں کرسکتے ہیں۔ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اس نہایت کارآمد اڈے سے پورا فائدہ اٹھائیں اور انتہائی چالاک اور خفیہ کارروائیوں سے پاکستانیوں پر زبردست وار کر کے انھیں کچل کر رکھ دیں''۔

حماس کے ذمہ دار کا خیال تھا کہ اب اسرائیل بن گوریون کے دفاعی نظریے میں ترمیم کر کے یہ دفاعی تکون حبشہ' ترکی اور پاکستان پر مشتمل کرنا چاہتا ہے جس کے لیے ایک طرف تو بھارت کے ذریعے دھمکیوں اور خفیہ کارروائیوں کی زد میں رکھتے ہوئے پاکستان کو مکمل طور پر اپاہج کرنا ضروری ہے اور دوسری طرف اسے براہِ راست صہیونی گرفت میں لینا اور گرفت میں لینے کے لیے مالی لالچ دینا' تعریفوں کے پُل باندھنا اور وسیع تر تعلقات قائم کرنا ضروری ہے۔ کیا پاکستان کے سیاہ وسفید کے مالک بننے والے اس خطرے اور اس کی سنگینی سے آگاہ ہیں؟ کیا کوئی اس خطرے کے سدباب کا ارادہ و ہمت رکھتا ہے؟ اگر خدانخواستہ نہیں' تو وہ جان لیں کہ پاکستان کے عوام یہ ارادہ بھی رکھتے ہیں' اور اللہ کی توفیق سے اس کی ہمت بھی۔

ترجمان القرآن کا پیغام

اپنے تک محدود رکھنے کے لیے نہیں ہے

یہ رسالہ خود اپنا پیغام ہے

اللہ نے استطاعت دی ہے تو ہر ماہ

۴' ۵ پرچے دفتر یا کاروبار کے ساتھیوں اور رشتہ داروں کو دیجیے

یقیناً ان میں سے کچھ سالانہ خریدار بنیں گے

خود بھی اجر سمیٹیں گے

آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بنیں گے

قرآن حکیم

۲ رنگوں میں اُردو ترجمہ

مرتبہ: مولانا سید شبیر احمد

قرآن حکیم کے معانی سمجھنے کے لیے انتہائی کامیاب

تعلیمی نفسیات کے اصولوں کی روشنی میں

ہر لفظ کا ترجمہ متن کے رنگ میں کیا گیا ہے

حمائل سائز، ہدیہ: ۱۸۰ روپے...... پاکٹ سائز ہدیہ: ۱۲۵ روپے

قرآن آسان تحریک

50-لوئر مال نزد ایم اے او کالج لاہور۔ فون: 7324904 - 7242265 - 092-042-7242266

www.quranasan.org email: info@quranasan.org

تعلیم القرآن

مرتبہ: صابر قرنیؒ

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟ (القرآن)

شائقین کے بھرپور اصرار پر

اب مجلد شکل میں......!

ہر جلد میں فہرست مضامین، جامع تشریح یا خلاصہ مضامین، متن کے ساتھ ساتھ لفظی و بامحاورہ ترجمہ، ضروری تشریح اور گرائمر کے ساتھ، یکجا کر دیے گئے ہیں۔ جبکہ لغت ایک الگ جلد میں ''مکمل لغات القرآن'' کے نام سے شائع کی جا رہی ہے، جو انشاء اللہ آئندہ چند ماہ میں منظر عام پر آ جائے گی۔

رعایتی ہدیہ مکمل سیٹ: -/۷۵۰ مع ڈاک خرچ (صرف رمضان المبارک کے لیے)

ادارہ تعلیم القرآن

19/C منصورہ، ملتان روڈ، لاہور 54570، پاکستان

Phone:042-5412949, 0425025227

Email: jqurni@lhr.paknet.com.pk

خودکُش دہشت گردی کی وجہ؟

بنیاد پرستی یا غیر ملکی تسلّط

مسلم سجاد

حال ہی میں یونی ورسٹی آف شکاگو کے پروفیسر رابرٹ پاپ (Robert Pape) نے ایک کتاب Dying To Win (فتح کے لیے مرنا) خودکُش دہشت گردی کے موضوع پر لکھی ہے۔ یہ موضوع بھی ہمارا ہے' لیکن شاید پاکستان یا عرب دنیا میں کہیں اس طرح کا ریکارڈ اور تحقیقی مطالعہ نہ کیا گیا ہو۔ مصنف نے ایک انٹرویو میں بتایا ہے کہ اس کے پاس اس طرح کے دہشت گردوں کا ایک پورا ڈیٹا بیس ہے جس میں ۱۹۸۰ء سے ۲۰۰۴ء تک خودکُش دہشت گردوں کی نام بہ نام ہر ایک کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں۔ یہ صرف اخباری اطلاعات پر مبنی نہیں ہے بلکہ متعلقہ فرد کے اہل خانہ سے ملاقاتیں کی گئی ہیں اور ان کی اپنی زبان (عربی' روسی اور تامل) میں بات چیت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مصنف سے ایک انٹرویو لیا گیا ہے جو The American Conservative (۱۸ جولائی ۲۰۰۵ء) میں شائع ہوا ہے۔ یہ تحریر اسی انٹرویو پر مبنی ہے۔

رابرٹ پاپ کا کہنا ہے: 'ان معلومات کے نتیجے میں اس سے ایک بالکل مختلف تصویر اُبھرتی ہے جو ہمیں امریکا میں دکھائی جارہی ہے۔ دہشت گردی کی تحریک کو غذا کس چیز سے مل رہی ہے؟ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں' اس کا اسلامی بنیاد پرستی سے تعلق ہے' لیکن ایسا نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس کے پیچھے ایک واضح اسٹرے ٹیجک مقصد ہے: وہ سرزمین جس کو دہشت گرد اپنی مادرِ وطن سمجھتے ہیں وہاں سے جدید جمہوریتوں [مغربی ممالک] کو اپنی فوجیں واپس بلانے پر مجبور کرنا۔